تاریخ اسلام کی گمنام شخصیت نواسۂ
رسول حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ

ازقلم: احمد رضا مغل
(متخصص فی الحدیث)

حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ ایک عظیم المرتبت نوجوان صحابی اور نواسۂ رسول تھے۔ ان کی زندگی اور شہادت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اہل بیت نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے، بلکہ وہ دین کی بقاء کے لیے جانیں قربان کرنے والے لوگ بھی تھے۔

نام و نسب:

نام علی تھا ان کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کی والدہ کی زندگی میں ابوالعاص بن ربیع سے ہوا جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن حضرتِ ہالہ بنتِ خُوَیلد رضی اللہ عنھا کے بیٹے تھے اور 7 ہجری کو اسلام قبول کرکے رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے جانثار صحابۂ کرام میں شامل ہوگئے تھے۔(سیر اعلام النبلاء، ج3 ص 501 / معرفة الصحابة ،ج 5 ص 139)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے محبت:

حضرت زینب رضی اللہُ عنہا رسولِ اکرم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلانِ نبوت سے دس سال پہلے مکہ شریف میں پیدا ہوئیں۔ جنگِ بدر کے بعد حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں مدینہ شریف بلالیا۔ جب یہ ہجرت کے ارادے سے اونٹ پر سوار ہو کر مکے سے باہر نکلنے لگیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا اور ایک ظالم نے نیزہ مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا جس کی وجہ سے ان کا حمل ضائع ہو گیا۔ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اس واقعہ سے بہت صدمہ ہوا۔ چنانچہ ان کے فضائل میں ارشاد فرمایا: یہ میری

بیٹیوں میں اس اعتبار سے فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی (دلائل النبوۃ للبیہقی، ج 3 ، ص 156)

حضرت زینب رضی اللہُ عنہا نے راہِ خدا میں ہجرت کی اور اس دوران جو تکلیف اٹھائی اس کا اثر بہت دیر تک رہا یہاں تک کہ اسی تکلیف میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی پیاری بیٹی کی وفات سے غم پہنچا، چنانچہ آپ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی، کفن کے لئے اپنا تہبند شریف دیا اور خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔(شرح زرقاني، ج 4 ،ص 318)

حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم قبر سے باہر تشریف لائے تو چہرۂ مبارک پر پریشانی اور غم کے آثار تھے، پوچھنے پر ارشاد فرمایا: مجھے قبر کا دبانا اور موت کی شدت یاد آ گئی، لہٰذا میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ میری بیٹی پر آسانی ہو، بے شک میری یہ بیٹی لمبا عرصہ بیمار رہی ہے۔(علل دار قطني ،ج 12 ،ص 251 ، رقم الحديث 2679)

حضرت زینب رضی اللّٰہ عنہا کی اولاد:

اللہ پاک نے آپ رضی اللہ عنہا کو ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا تھا، بیٹے کا نام علی بن ابو العاص جبکہ بیٹی کا نام اُمامہ بنت ابو العاص تھا، رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان دونوں پر خصوصی شفقت فرماتے تھے(معرفة الصحابة ، ج 5 ،ص 140)

ولادت و پرورش :

حضرت علی بن ابی العاص رضی اللّٰہ عنھا ہجرت سے 6، 5 سال قبل پیدا ہوئے۔ اصابہ میں کے کہ جب زینب رضی اللّٰہ عنھا مدینہ ہجرت کر گئیں تو نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے اپنے ان نواسہ کو زینب رضی اللّٰہ عنھا سے لے لیا اور انکی پرورش خود کی۔ (الاصابة في تمييز الصحابة ، ج 4 ، ص 139 ، رقم الترجمه 5692)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت :

حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبوب تھے۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار کیا، جو اس محبت اور تعلق کی علامت ہے:

"دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مکہ یوم الفتح، وأردف علی بن أبی العاص خلفہ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو اونٹ پر آپ کے ردیف حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے (اسد الغابة ، ج 3 ، ص 621 ، رقم الترجمہ 3785)

آپ کی بہن حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کی محبت :

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ (اپنی نواسی) امامہ بنتِ ابو العاص رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وقت انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے۔(بخاري، ج 4 ، ص 100 حديث:5996)

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے، ہمارے لیے مفسدِ نماز ہے کیونکہ نماز میں بچی کو اتارنا چڑھانا اور روکنا عملِ کثیر سے خالی نہیں(مراۃ المناجیح ،ج 2 ،ص133)

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک حلہ بھیجا جس کے ساتھ سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انگوٹھی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی (سیرتِ مصطفیٰ، ص 693)

شرح زرقاني علی المواهب میں ہے کہ :اسی طرح ایک مرتبہ کسی نے حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ایک بہت ہی خوبصورت سونے کا ہار تحفے میں پیش کیا، جس کی خوبصورتی دیکھ کر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حیران رہ گئیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنی پاکیزہ بیویوں سے فرمایا کہ میں یہ ہار اس کو دوں گا جو میرے گھر والوں میں مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ تمام اَزواج مُطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ خیال کر لیا کہ یقیناً یہ ہار اب حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائیں گے مگر حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی امامہ رضی اللہ عنہا کو قریب بلایا اور اپنی پیاری نواسی کے گلے میں اپنے مبارک ہاتھ سے یہ ہار ڈال دیا۔(شرح زرقاني علی المواهب، ج4 ص 321 / مسند امام احمد ،ج 9 ص 399 ، رقم الحديث 24758)

اہل بیت کے دیگر افراد سے تعلق:

حضرت علی بن ابی العاص رضی اللّٰہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت اُمامہ بنت ابی العاص رضی اللّٰہ عنہا تھیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اپنی نماز میں گود میں اٹھاتے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللّٰہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت اُمامہ رضی اللّٰہ عنہا سے نکاح کیا، جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللّٰہ عنہا کی وصیت تھی۔(البداية و النهاية ج 5 ،ص 256)

وفات:

ان کے بارے میں روایت ہے کہ اپنی والدہ ماجدہ کی حیات ہی میں بلوغت کے قریب پہنچ کر وفات پا گئے لیکن بعض علما نے ذکر کیا ہے کہ یہ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ (سیرتِ مصطفیٰ، ص693)

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب "الاصابة في تمييز الصحابة" میں رقمطراز ہیں کہ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ مجھ سے عمر بن ابو بکر الموصلی نے بیان کیا کہ علی بن ابی العاص کی وفات بلوغت میں ہوئی ،ابن مندہ کا قول ہے ان کا انتقال نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی حیات میں لڑکپن میں ہوا، حافظ ابن عساکر کا قول ہے نسب کا علم رکھنے والے ایک صاحب کا بیان ہے کہ وہ جنگ یرموک (15 رجب المرجب 15ھ) میں شہید ہوئے [علماء کرام کی

ایک بڑی تعداد جنگ یرموک میں شہادت کی قائل ہے واللہ اعلم] (الاصابة في تمییز الصحابة ، ج 4 ، ص 139 ، رقم الترجمہ 5692 / تاریخ دمشق ، ج 8 ، ص 43)

جنگِ یرموک:

یرموک کے مقام پر حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کی کمانڈ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان رجب 15ھ کو جنگِ یرموک ہوئی جس میں رومیوں کی تعداد 6 سے 7 لاکھ جبکہ مسلمان صرف 41ہزار تھے، اس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، دشمن کے ایک لاکھ 5 ہزار فوجی مارے گئے اور 4ہزار مسلمان شہید ہوئے۔(اسد الغابة ، ج1 ،ص 60 / فتوح الشام ، ج1 ،ص 150 ، 201)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں اصحاب واہل بیت کی سیرت کا مطالعہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین

ازقلم:احمدرضامغل

(متخصص فی الحدیث)

بتاریخ:

31 جولائی 2025 بمطابق 5 صفر المظفر 1447 بروز جمعرات